شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

عبدالرشید عراقی

ساتویں صدی ہجری کے آخر اور آٹھویں صدی کے اوائل کا زمانہ تاریخ اسلام کا ایک نہایت ہی نازک اور انقلابی زمانہ تھا۔ جب مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ، بہت زیادہ تنگ ہوگیا اور تاتاریوں نے شام پر حملہ کر کے کئی لاکھ مسلمانوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ تاتاریوں نے مسلمانوں ایسے جو ظلم وستم کیے کہ بڑے بڑے بادشاہوں کو ان کے مقابلہ کی جرات نہ ہوئی تھی اور ان کا نام سنتے ہی ان کا خون پسینہ ایک ہو جاتا تھا اور دوسری طرف مسلمانوں کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ وہ قرآن وحدیث کے ارشادات کو بالکل بھلا چکے تھے۔

شریعتِ اسلامیہ کا کوئی محافظ ونگہبان نہیں رہا تھا۔ بدعات اور محدثات کی کثرت ہو چکی تھی۔ مذہبی فرقہ بندی اور تعصب نے پورا پورا زور پکڑ لیا تھا۔ تاتاریوں کے قتل و غارت نے مسلمانوں کو بالکل بے غیرت اور بزدل بنا دیا تھا اور لوگوں کے دلوں میں جرات، ہمت اور استقامت کا نام ونشان باقی نہ رہا تھا۔ غرض یہ کہ عالم اسلام پر ایک بزدلی چھائی ہوئی تھی اور بہت سے مسلمان شام سے ترکِ وطن کر کے مصر چلے گئے تھے اور یہ حقیقت ہے کہ اس وقت شام کے مسلمان ہر لحاظ سے بے بس اور لاچار ہو گئے تھے۔ ان میں نہ دینی غیرت رہی تھی اور نہ ملّی طور پر تاتاریوں کا مقابلہ کرنے میں ان میں سکت وہمت تھی۔

اس نازک وقت جب کہ حالات بہت زیادہ نازک اور مہلک صورت اختیار کر چکے تھے، ایسے صاحب عزم وہمت کی ضرورت تھی کہ وہ ایک طرف مسلمانوں میں دین اسلام کے احیاء وبقاء اور تجدید کا کام کرے اور کتاب و سنت کے معارف ظاہر کرے۔ تمام بدعات ومحدثات کے خلاف قولاً وعملاً صدا بلند کرے اور دوسری طرف ان کو تاتاریوں کے خلاف جہاد پر آمادہ کرے اور ان میں ایمانی قوت اور جرات کی اسپرٹ پیدا کرے اور تمام بلاد اسلامیہ میں زندگی کی روح پھونک دے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ منصب شیخ الاسلام ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو عطا کیا۔ جو ایک ہی وقت میں ہر طلب وسوال کا جواب تھے۔

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

ولادت

امام ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ ماہ ربیع الاول ۶۶۱ھ کو حران میں پیدا ہوئے۔ ۶۶۷ھ میں جب آپ کی عمر ۶ سال کی تھی تاتاریوں کا سیلاب اُمڈ آیا۔ تاتاریوں نے ہر طرف قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا اور آبادیوں کو تباہ و برباد کرنا شروع کر دیا۔ اس فتنہ عظیم اور پُرآشوب دور میں آپ کے والد امام عبدالحلیم بن تیمیہ اپنے اہل وعیال سمیت حران سے نقل مکانی کر کے دمشق آ گئے اور دمشق میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

تحصیل علم

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیم کا آغاز دمشق میں کیا۔ تعلیم کا آغاز اپنے والد امام عبدالحلیم ابن تیمیہ سے کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حافظہ کی غیر معمولی نعمت سے نوازا تھا کہ جو کتاب ایک دفعہ نظر سے گزر گئی، سینہ میں محفوظ ہو جاتی تھی۔ چنانچہ دس سال کی عمر میں صرف ونحو اور ادب کے جملہ فنون میں مہارت حاصل کر لی اور ۱۷ سال کی عمر میں جملہ علوم میں کامل دسترس حاصل کر چکے تھے۔ آپ کے اساتذہ وشیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

تدریس

جب امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ۲۱ سال ہوئی تو آپ کے والد امام عبدالحلیم ابن تیمیہ نے (جو دمشق آنے پر دارالحدیث بکریہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے تھے) انتقال کیا۔ ان کی جگہ دارالحدیث بکریہ کے صدر مدرس مقرر ہوئے اور آپ نے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کے درس میں اس وقت کے بڑے بڑے جلیل القدر علماء وفضلاء شریک ہوتے تھے۔ تفسیر قرآن میں آپ ایسے ایسے علمی نکات و معارف بیان کرتے تھے کہ سامعین حیرت زدہ ہو جاتے تھے۔ سورۃ نوح کی تفسیر کئی سال میں ختم ہوئی۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو تمام علوم اسلامیہ پر یکساں قدرت حاصل تھی۔ جملہ مذاہب اربعہ کے علماء و فضلاء اور فقہاء آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور آپ سے مختلف مسائل دریافت کرتے۔ آپ اس قدر بسیط تقریر فرماتے کہ سامعین کو گمان ہوتا کہ آپ اس فن کے سوا اور کسی میں مہارت نہیں رکھتے۔ چنانچہ مختصر مدت میں آپ کے علم وفضل اور تبحر علمی کا اس قدر شہرہ ہوگیا کہ آپ کو حکومتِ وقت نے قاضی القضاۃ کا عہدہ پیش کیا لیکن آپ اس پر راضی نہ ہوئے۔

امام ابن تیمیہ کے زمانہ میں آپ سے پہلے ایسے علماء وفضلاء گزرے ہیں جو کسی خاص فن میں مہارت رکھتے تھے۔ مگر ایسا کوئی نہیں ہوا جو تمام علومِ اسلامیہ میں یکساں قدرت رکھتا ہو۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اور عنایت تھی کہ آپ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، تاریخ وسیر، ادب ولغت، اسماء الرجال، فلسفہ ومنطق اور صرف ونحو غرضیکہ تمام علوم میں یکتائے روزگار تھے اور

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر عبور حاصل تھا کہ آپ کسی حدیث کے بارے میں یہ کہہ دیں کہ یہ حدیث نہیں ہے تو علماء اور فضلاء آپ کی اس بات کو حرف آخر سمجھتے تھے اور صحیح تسلیم کرتے تھے۔

جہاد وقتال

۶۹۹ء میں تاتاریوں نے ملک شام پر حملہ کی تیاری شروع کر دی۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپ مسند درس وتدریس چھوڑ کر میدان جہاد میں نکلے اور آپ تاتاری سپہ سالار سے ملے اور اس کو حملہ نہ کرنے کی تلقین کی۔ لیکن اس کی طرف سے مثبت جواب نہ پا کر آپ نے جہاد کی تیاری شروع کر دی۔ تمام مسلمانوں کو اپنی تقریروں اور وعظوں کے ذریعے جہاد پر ابھارا اور اس کے ساتھ امام صاحب سلطانِ مصر کے پاس تشریف لے گئے اور انھیں بھی جہاد کی ترغیب دی۔ جب آپ مصر تشریف لے گئے تو آپ کے پاس مصر کے نامور علماء وفضلاء جن میں قاضی القضاء علامہ تقی الدین بن دقیق العید شامل تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان سب کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے جہاد پر آمادہ کیا۔ اس کے بعد آپ واپس دمشق تشریف لائے اور مسلمانوں کو جہاد کے لیے تیار کیا۔

۷۰۲ھ میں تاتاریوں نے شام پر حملہ کر دیا۔ امام صاحب نے سلطان مصر سے مدد مانگی اور خود مصر جا کر سلطانِ مصر کو بڑی بیباکی اور دلیری سے سخت غیرت دلائی اور جہاد کی آیات پڑھ کر سنائیں اور قرآن مجید کی یہ آیت بھی پڑھی:

﴿وان تتولوا یستبدل قوما غیر کم ثم لا یکونوا امثالکم﴾

''اگر تم پیٹھ دکھاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمھارے بدلے اور قوم بھیجے گا' وہ تمھاری طرح بزدل نہ ہوں گے۔''

سلطان مصر آپ کی تقریر سے بہت زیادہ متاثر ہوا۔ تاتاریوں سے سخت لڑائی ہوئی۔ امام صاحب خود اس جنگ میں بنفس نفیس شریک ہوئے۔ آخر کار تاتاری شکست سے دوچار ہوئے۔ بہت بھاری نقصان ہوا اور مسلمان اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کامیاب وکامران ہوئے۔

ابتلاء ومحن

شیخ الاسلام جب مصر تشریف لے گئے اور جہاد کے سلسلہ میں سلطان مصر نے ان کی ہر طرح کی مدد بھی کی' لیکن دوسری طرف وہاں کے بہت سے علماء وفضلاء امام صاحب کے علم وفضل سے خائف تھے اور انھوں نے سلطان مصر کو آپ کے خلاف طرح طرح کی باتیں بتائیں۔ سلطان مصر ان کی باتوں میں آ گیا اور ان سے کہا کہ آپ لوگ امام صاحب سے مناظرہ کریں۔ چنانچہ ان لوگوں نے امام صاحب سے کئی ایک مناظرے کیے۔ لیکن امام صاحب کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکے اور شکست سے دوچار ہوئے۔ لیکن ان کا سلطان مصر پر بہت زیادہ اثر تھا اور انھوں نے اپنی شکست کا بدلہ اس صورت میں لیا کہ امام صاحب کے بارے میں غلط باتیں منسوب کر کے سلطانِ مصر کو آپ کے خلاف انتقام لینے پر آمادہ کر لیا۔ چنانچہ ۷۰۵ھ میں سلطانِ مصر نے آپ کو جیل بھیج دیا اور تقریباً دو سال تک آپ جیل کی کوٹھڑی میں محبوس رہے۔

۷۰۷ھ میں عرب کے ایک مشہور رئیس کے ذریعہ امام ابن تیمیہ کو رہائی ملی۔ مصر کے علماء اور فضلاء نے دوبارہ متنازعہ مسائل پر آپ سے گفتگو کی۔ لیکن مقابلہ نہ کر سکے۔ بہر حال قید سے رہائی کے بعد امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ درس وتدریس میں مشغول ہو گئے۔

اب کے امام صاحب نے اپنے درس میں شیخ محی الدین ابن عربی اور دیگر صوفیاء کے متعلق جو وحدت الوجود کے قائل تھے' ان پر سخت تنقید کرنی شروع کی اور کئی ایک رسائل بھی ان کی تردید میں لکھے۔ چنانچہ لوگوں نے حکومت وقت سے شکایت کی کہ امام صاحب شیخ محی الدین ابن عربی اور دیگر صوفیاء پر سخت تنقید کرتے ہیں۔ حکومت نے آپ کو متنبہ کیا کہ شیخ محی الدین اور دیگر صوفیاء پر تنقید کا سلسلہ بند کریں۔ بصورت دیگر اگر آپ تنقید کرنا نہیں چھوڑیں گے تو آپ کو جیل جانا پڑے گا۔ امام صاحب نے تنقید کرنا نہ چھوڑا۔ چنانچہ آپ کو جیل بھیج دیا گیا اور آپ کو قاہرہ سے اسکندریہ بھیج دیا گیا اور یہ واقعہ سلطان مصر مظفر کے عہدِ حکومت میں پیش آیا۔ سلطان مظفر کے بعد سلطان ناصر' مصر کا والی مقرر ہوا تو اس نے امام صاحب کو رہا کر دیا اور اپنے دربار میں طلب کیا۔ جب امام صاحب اس سے ملنے کے لیے تشریف لے گئے تو سلطان ناصر نے کھڑے ہو کر استقبال کیا اور بہت زیادہ تعظیم کی۔

سلطان ناصر نے مجمع عام میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعریف وتوصیف کی اور امام صاحب کے مخالفین کو سزا دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ لیکن امام صاحب نے سب کو معاف کر دیا۔ امام صاحب کے مخالفین میں مخلوق پیش پیش تھے۔ جو امام صاحب کو قتل کرنے کے درپے تھے۔ ان کا قول ہے کہ:

''میں نے امام ابن تیمیہ جیسا جواں مرد نہیں دیکھا۔ میں نے انھیں قتل کرانے کی کوشش کی۔ لیکن جب ان کو مجھ پر قابو ملا تو انھوں نے مجھے معاف کر دیا۔''

۷۱۳ھ میں امام صاحب اسکندریہ سے واپس دمشق تشریف لائے تو اہل دمشق نے آپ کا والہانہ استقبال کیا اور آپ نے پھر دوبارہ مسند درس وتدریس سنبھالی۔ ۷۱۸ھ میں امام صاحب نے حلف طلاق کے متعلق جمہور فقہاء کے مخالف رائے ظاہر کی تو علمائے وقت نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا اور ان علماء نے حکومت وقت کو آپ کے خلاف اکسایا۔ لیکن امام صاحب اپنی رائے سے ہٹنے والے نہیں تھے اور اپنے موقف کا برملا اظہار کرتے تھے۔ چنانچہ ۷۲۲ھ میں آپ کو دمشق کے قلعہ میں نظر بند کر دیا گیا اور آپ کے ساتھ آپ کے شاگرد رشید حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ بھی قید کر دیے گئے۔

امام صاحب نے اپنی نظر بندی کے دوران تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع کیا اور آپ نے کئی ایک چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں اور اس کے ساتھ آپ نے قرآن مجید کے معارف پر غور وفکر بھی شروع کر دیا۔ امام صاحب فرمایا

کرتے تھے کہ:

''قید کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایسے نکات ومعارف اتارے جو میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔''

آخر میں حکومتِ وقت نے جیل میں آپ کو قلم دوات سے محروم کر دیا۔ تو اب امام صاحب کا زیادہ وقت تلاوت قرآن مجید اور ذکر واذکار میں گزرنے لگا۔ امام ابن قیم فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام اکثر سجدہ کی حالت میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

﴿اللھم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک﴾

''اے اللہ! مجھے مدد دے کہ میں آپ کی یاد آپ کا شکر اور آپ کی خوب عبادت کرتا رہوں۔''

حافظ ابن قیم یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی نظر بندی کے دوران ہشاش بشاش رہتے تھے۔ کسی قسم کا خوف وخطرہ محسوس نہیں کرتے تھے۔ ہم آپ کی زیارت کر کے اور آپ کا کلام سن کر اپنے ایمان کو تازہ کرتے تھے۔

وفات

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۲ روز بیمار رہ کر قید خانہ ہی میں ذیقعدہ ۷۲۸ھ کو اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جب ان کی وفات کی خبر قلعہ سے نشر کی گئی تو سارے شہر میں سناٹا چھا گیا اور تمام لوگ قلعہ کی طرف امڈ آئے۔ جب ان کا جنازہ قلعہ سے باہر لایا گیا تو لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ فوج کو انتظام سنبھالنا پڑا۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات اور جنازہ ایک عظیم الشان تاریخی یادگار ہے۔ جس کی نظیر سوائے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے اور کہیں نہیں ملتی۔ امام احمد بن حنبل کا جنازہ بھی تاریخ اسلام میں ایک یادگار جنازہ تھا۔ جس میں ۸ لاکھ مرد اور ۶۰ ہزار عورتیں شامل ہوئی تھیں اور امام احمد کا جنازہ دیکھ کر اس دن ۴۰ ہزار یہودی، عیسائی اور مجوسی مشرف باسلام ہو گئے تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی میں فرمایا کرتے تھے: ''ہم بتعین شدت اور اہل بدعت کی تمیز جنازہ کے دن پر ہوگی۔''

یہ شان امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے بعد امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی۔ آپ کے جنازہ میں اڑھائی لاکھ مرد اور عورتیں شامل تھیں۔ عورتوں کی تعداد ۱۵ ہزار تھی۔ نماز جنازہ آپ کے بھائی زین الدین عبدالرحمان نے پڑھائی اور قبرستان صوفیہ میں سپرد خاک کیے گئے۔ امام صاحب کی قبر آج بھی دمشق یونیورسٹی کے احاطہ میں موجود ہے۔ یعنی قبرستان صوفیہ کو ختم کر کے یونیورسٹی بنا دی گئی ہے، لیکن امام صاحب کی قبر کو محفوظ رکھا گیا ہے۔

تصانیف

امام ابن تیمیہ بلند پایہ مصنف تھے۔ آپ نے تقریباً ہر موضوع پر قلم اٹھایا۔ مشہور اہل حدیث عالم مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ نے حیات امام ابن تیمیہ مصنفہ پروفیسر ابوزہرہ مصری جس کا ترجمہ سید رئیس احمد جعفری ندوی اور مقدمہ مولانا غلام رسول مہر نے لکھا تھا اور اس کے حواشی مولانا عطاء اللہ نے تحریر کیے تھے، کے آخر میں امام صاحب کی تصانیف کی فہرست دی ہے۔ یہاں آپ کی چند مشہور تصانیف کے نام لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں

(۱) منہاج السنۃ النبویہ (۲) الجواب الصحیح (۳) الصارم المسلول الی شاتم الرسول (۴) اقتضاء الصراط المستقیم (۵) کتاب النبوات (۶) الرد علی البکری (۷) عقیدہ واسطیہ (۸) الوصیۃ الکبریٰ (۹) الوصیۃ الصغریٰ (۱۰) الرد علی المنطق (۱۱) درجات الیقین (۱۲) کتاب الوسیلۃ (۱۳) تفسیر آیت کریمہ (۱۴) رسالہ العبودیہ (۱۵) رسالہ اصول تفسیر

امام صاحب کی تصانیف کو ہر دور میں مقبولیت اور شہرت دوام حاصل رہی ہے۔

فضائل ومناقب

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و مناقب میں آپ کے ہم عصر اور بعد کے علماء فضلاء کے اقوال ملتے ہیں۔ ان اقوال کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ امام صاحب علوم اسلامیہ کے بحر زخار تھے اور تمام علوم وفنون میں ان کو مہارت تامہ حاصل تھی۔ امام صاحب کے معاصر علماء کی یہ متفقہ رائے تھی کہ ما رایت مثلہ ولا رای ھو مثل نفسہ ''نہ میں نے ان کا مثل دیکھا اور نہ انھوں نے اپنا ہمنوا پایا۔''

حافظ جمال الدین زملکانی امام صاحب کے شدید مخالفین میں سے تھے۔ ان کا قول تھا کہ پانچ سو برس سے شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ جیسا باکمال شخص نہیں دیکھا۔

حافظ شمس الدین ذہبی امام صاحب کے مایہ ناز شاگرد تھے، وہ لکھتے ہیں کہ جس حدیث کو ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نہیں جانتے وہ حدیث ہی نہیں۔

علمائے سیر کا متفقہ فیصلہ ہے کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ بالاتفاق مجتہد مطلق، امام العصر، نادرۃ الدہر، نابغۃ الاسلام، مجدد وقت، محی السنۃ والملت اور الامام فی کل العلم والفن تھے۔ امام عینی حنفی شارح صحیح بخاری لکھتے ہیں کہ جو شخص امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے مراتب عالیہ، علم وعمل واجتہاد وامامت سے انکار کرتا ہے۔ وہ یا تو مجنون لایعقل ہے یا کمال سفیہ وبلید ریا سخت شر رو مفسد۔

☆☆☆☆☆☆☆

اپیل برائے تعاون

ہمارے ایک جماعتی ساتھی جو کہ بھوانہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ میں اہل حدیث مرکز بنانا چاہتے ہیں۔ 35 مرلے اراضی خریدی جا چکی ہے۔ تعمیر کے لیے مخیر حضرات سے تعاون کی اپیل ہے۔

رابطہ قاری محمد مشتاق Mobile: 0301-6997371